Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

ہاجرہ ریحان

بے وفائی

پرنسپل کے آفس سے تیزی سے نکلتے ہوئے میں اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ جہاں میں اپنی سوچ میں گم تھی وہیں وہ بھی تو بنا دیکھے ہاتھوں میں کھلی کتاب پر نظریں جمائے گھسا چلا آرہا تھا۔

"اوہو... یہ آج کمان سے تیر نکل کر... کس کی کمین گاہ کی طرف محو سفر ہونے کو ہے؟" اس نے میرے ہلکے پھلکے جسم کو ہمیشہ کی طرح طنز کا نشانہ بناتے ہوئے جھک کر پوچھا۔

"اپنی ہی کمین گاہ کی طرف اور کہاں... اچھا سنو... میرے پاس وقت کم ہے' صرف یہی بتانا ہے کے دو دن کی چھٹی لے کر جا رہی ہوں۔ لہٰذا برائے مہربانی میرے بچوں کو دو دنوں میں بگاڑ نہ دینا۔" میں نے اس کے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے کام کی بات کی اور اپنی راہ لینے کا سوچا۔ معلوم تھا کہ وہ اتنی آسانی سے تو مجھے جانے نہیں دے گا' اسی لیے اس کے جواب کی منتظر بھی رہی۔ گو میں یہ بھی جانتی تھی کہ پرنسپل نے اسے آفس یہی سب بتانے کے لیے بلایا ہے کہ میری دو دن کی غیر حاضری میں اسے ہی میری کلاس کے ایکسٹرا پیریڈز دیے جائیں گے' مگر ہم دونوں کی دوستی کی گہرائی اور بے تکلفی کا تقاضہ یہی تھا کہ جانے سے پہلے دو چار باتیں میں بھی اس سے کرلوں۔

اس کی گھنی پلکیں' بھنوؤں سے جا ملیں... اور میں مسکرا دی۔ وہ جب بھی حیران ہوتا' اس کا چہرہ سپاٹ رہتا' مگر آنکھیں پوری کھل جاتی تھیں اور شاید بس اسی وقت' ورنہ زیادہ تر وہ خوابیدہ آنکھیں لیے... کاہلی میں پڑا رہتا... پہلی بار جب میں نے اسے دیکھا... پہلے دن کی اس مختصر سی ملاقات پر بھی مجھے اس کی ادھ کھلی آنکھیں بہت حیران کر گئی تھیں... ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ کئی دنوں کا جاگا ہوا ہے' میں نے احتیاطاً" اس سے زیادہ بات نہیں کی کہ شاید تھکا ہوا ہو... اور بعد میں بے تکلفی ہو جانے کے بعد اس نے مجھ سے پہلے دن کی بے رخی کی شکایت کر ڈالی تھی... وجہ بتانے پر وہ ہنس پڑا۔

وہ ایسا ہی تھا۔ بظاہر اکھڑ... تھوڑا بے لگام اور بہت زیادہ ست... پہلی نظر میں اس سے کسی بھی قسم کی عقل مندی کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی... مگر دو چار دن اس کے ساتھ رہ کر ملنے والے کو اچھا خاصا اندازہ ہو جاتا کہ... "وہ میری ہستی میں انا ہے' میری مستی میں شعور" کی مصداق اپنی دنیا میں مگن تو ہے' مگر وقت پڑنے پر چالاک و چست بھی ہو سکتا ہے... بہرحال میرے لیے پہلی ملاقات میں ہی اس کی خوابیدہ آنکھیں اس کا تعارف بن گئی تھیں۔

اور میں اس کو ایسے ہی یاد رکھتی تھی... میں نے کبھی کسی کو پورا نہیں دیکھا... کبھی مجھ سے پوچھا جائے کہ فلاں سے اتنے سالوں کی جان پہچان ہے' ان کے چہرے کے نقوش بیان کرو... تو شاید میں ہکلاتی رہ جاؤں... کچھ نہ بتا پاؤں... اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ میں ملنے والے کا نام تک بھول جاتی ہوں... ہاں ملنے والے مجھے یاد تو رہتے ہیں... پورے نہیں' بلکہ ان کی کوئی ادا... مسکراتے ہوئے آنکھوں کی بڑھتی چمک... چلتے ہوئے کسی طرف جھکاؤ... یا پھر باتوں میں مخصوص انداز میں ٹھہرنا اور پھر بات کو مکمل کرنا... بس ایسا ہی کچھ یاد رہ جاتا ہے... میرے ذہن کے پردوں میں میرے دوست' احباب' رشتہ دار' اڑوسی پڑوسی

www.urdupalace.com

کی کچھ ایسی ہی ادھوری تصویریں نقش ہیں۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری؟"

اس نے کتاب بند کرتے ہوئے نرمی سے پوچھا' مجھے اسی سوال کی توقع تھی' کیونکہ یہی سوال پرنسپل بھی پوچھ چکی تھیں۔ میں جو چھٹی ہونے پر بھی اکثر بھول کر اسکول آجاتی تھی تو اب بھلا دو دن کی چھٹی لے کر کیوں جارہی ہوں؟

www.urdupalace.com

"ہاں ہاں بھئی... کوئی شک لگ رہا ہے کیا؟ بس شوہر صاحب تشریف لا رہے ہیں اس لیے..." میں نے خود کو حتی الامکان مطمئن دکھانے کی کوشش کی۔

"ارے واہ... یہ معجزہ...!! مبارک ہو بھئی..." اس نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے... خوشی سے جواب دیا۔

پہلا طنز تو میں معاف کر چکی تھی مگر اس بات پر میں چڑ گئی... دو چار لمحوں کی خاموشی ہی چاہیے تھی... میں خود کو سنبھال کر آگے بڑھ چکی تھی۔ شاید وہ بھی میرے مزاج کی اچانک تبدیلی کو سمجھ گیا تھا۔ لہٰذا جلدی سے پرنسپل کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

گھر واپسی پر راستے بھر میں یہی سوچتی رہی تھی کہ کیسی عجیب بات ہے کہ جس سے آپ بے تکلف ہوں اور جن کے ساتھ بہت اچھا وقت گزارتے ہوں۔ یہ بھی یقین ہو کہ وہ نہ صرف آپ سے ہمدردی رکھتے ہیں، بلکہ حد درجہ آپ کی ذات سے مخلص ہیں۔ آپ ان سے مشورہ کر سکتے ہیں۔ وہ آپ کو راہ دکھا سکتے ہیں۔ پھر بھی زندگی میں ایسا مقام آتا ہے جب ان کے لیے بھی کچھ حدود قائم کرنی پڑتی ہیں۔ ہم چاہ کر بھی ان کو بتا نہیں سکتے۔ اپنے دل کو کھول نہیں سکتے۔ بس ان کو باتوں باتوں میں سمجھا دیتے ہیں کہ ہم سے اس وقت کوئی سوال نہ کریں۔ کوئی بازپرس کام نہیں آئے گی... اور میں اسے اس کی حد... اس کی لمٹ سمجھا کر آگے بڑھ گئی تھی اور اس نے بھی بڑی پھرتی اور چستی سے سمجھ لیا تھا۔ یہ سوچتے ہوئے میرے منہ کا ذائقہ کڑوا ہو چکا تھا۔

کہتے ہیں کہ جس سے محبت ہو اسے کھلا چھوڑ دو... گھاس وغیرہ چر کر اگر تم سے محبت ہوئی تو واپس آجائے گا... مگر اتنے دنوں کے انتظار میں جو گھاس وغیرہ ہمارے بغیر وہ چر چکا ہے اس کے لیے دل کو کس طرح بہلائیں؟

بے وفائی تو ایسی مہلک بیماری ہے جو بے وفا کو نہیں، بلکہ جس کے ساتھ بے وفائی کی جاتی ہے اس کو کھا جاتی ہے... اور مجھے بھی تو اندر ہی اندر چاٹ گئی یہ بے وفائی... اب جو وہ لوٹ کر آرہا ہے تو کس بنیاد پر... کون سی وضاحت... کیا دلیل لے کر وہ میرا سامنا کرے گا۔ ہم اکیلے ہوں گے تو ایک دوسرے سے کس طرح پیش آئیں گے... اور یہ ملن جو سات سال بعد ہم دونوں میاں، بیوی میں ہو رہا ہے... کیسا بد رنگ، بے معنی اور بے مقصد لگ رہا ہے... اب لوٹنے کی ضرورت ہی کیا تھی... مجھے تو اس کے بغیر رہنے کی عادت ہو گئی ہے... کچھ ہمدرد مل گئے ہیں جنہوں نے کبھی میری مرضی سے اور کبھی نافرمانی کر کے مجھے ہنسنا... باہر نکلنا... مصروف رہنا... اپنا خیال رکھنا سکھا ہی دیا ہے۔ وہ میری زندگی کا ایک اہم کردار تو ہے، مگر غیر حاضر...

جیسے کوئی بچہ بچپن سے ہی یتیم ہو جائے... بس باپ کا نام جانتا ہے... اپنے نام کے ساتھ جوڑتا ہے... مگر اصل میں وہ باپ کو بہ حیثیت انسان پہچانتا ہی نہیں... اسی طرح کچھ عورتیں شادی کے دن سے ہی شوہر سے محروم ہو جاتی ہیں... مجھ جیسی شادی کے دن سے شوہر سے محروم ہو جانے والی عورت کے لیے بھی مہربانی کر کے "یتیم" جیسا ہی کوئی لفظ ایجاد کیا جائے... کیونکہ ایسا لفظ ایجاد ہو گا تو ہی ہم جیسی عورتوں پر لوگ رحم کی نظریں ڈالیں گے۔ ورنہ جن کے شوہر بیرون ملک کی کمائی بھیج رہے ہوں، ان پر دنیا رشک کرتی ہے۔

"مجھے کبھی بھی بڑے بڑے بنگلے... گاڑی... بینک بیلنس کا شوق نہیں رہا۔ انسان اپنی حد میں رہے، جو نصیب میں رزق لکھا ہے ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی خوشی مل بانٹ کر کھالے۔ ایک دوسرے کو وقت دے اور بس... زندگی میں اور کیا چاہیے؟"

ولیمہ کے بعد کی پہلی صبح میز پر ناشتا لگاتے ہوئے، میں نے کہنے کو تو کہہ دیا تھا، مگر شوہر صاحب کا اونچا قہقہہ سن کر گھبرا کر ان کی والدہ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ خالہ جان اپنی جگہ جمی بیٹھی متانت سے

www.urdupalace.com

مسکرا رہی تھیں، مگر اسی وقت ان کی آنکھوں میں جیسے کچھ زردی سی دوچار لمحوں کے لیے امڈی تھی۔۔۔ اور پھر وہ بھی بیٹے کا ساتھ دیتے ہوئے بتانے لگی تھیں کہ شوہر صاحب کو تو اس ملک میں اپنا مستقبل بالکل ہی تاریک لگتا ہے۔ وہ بچپن سے فیصلہ کر کے بیٹھے تھے کہ آسٹریلیا یا برطانیہ جائیں گے اور وہیں بس جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی میرے لیے بھی ہدایات تھیں کہ میں بھی تیاری پکڑوں کہ ان کے برطانیہ لوٹ جانے کے کچھ ہی دنوں میں شوہر صاحب مجھے بھی بلالیں گے۔

میرا دل بجھ گیا۔۔۔ مگر انکار کی گنجائش ہی کہاں تھی۔۔۔ اگر مجھے باہر نہیں جانا تھا تو باہر کے لڑکے سے شادی ہی کیوں کی تھی۔۔۔ یہ المیہ بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ بیرون ملک میں کام کرنے والے لڑکے کا رشتہ اکثر اوقات قبول کرلیا جاتا ہے۔۔۔ کیونکہ ملک سے باہر کام (چاہے وہ کوئی بھی کام ہو) کرنا بھی ایک طرح کی ہائی فائی کوالی فکیشن ہے، جو رشتے میں چار چاند لگادیتی ہے۔

مگر میرے معاملے میں یہ بات نہیں تھی۔۔۔ میری والدہ نے اپنی بیماری اور بڑھاپے میں جلد از جلد فیصلہ کیا تھا اور مجھے نپٹا دیا گیا۔۔۔ کیونکہ ساس صاحبہ۔۔۔ میری والدہ کی دوستوں میں شامل تھیں اور میں ان کو خالہ جان کہا کرتی تھی۔۔۔ شوہر صاحب نے شاید میٹرک کر کے ہی کسی نہ کسی طرح ملک سے باہر نکلنے کی راہ پیدا کرلی تھی اور ڈھائی دو سال میں اپنی ماں سے ملنے آجاتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد سے خالہ جان کا ہمارے ہاں آنا جانا زیادہ ہو گیا تھا۔ پہلی بار امی کو ہارٹ اٹیک ہوا تو وہ خالہ جان سے گھنٹوں یہی پوچھتی رہتیں کہ میرا کیا ہوگا۔۔۔ خالہ جان ان کو دلاسا دیتی جاتیں اور اپنی کوشش کر کے چند ایک رشتوں کو بھی گھر لے آئی تھیں۔۔۔ مگر ہماری حیثیت تو سامنے تھی۔۔۔ دو کمروں کا کوارٹر جیسا مکان۔۔۔ جس کے ایک کونے پر دکان نکال کر کرایہ پر لگا کر امی جان نے اپنی تھوڑی سی آمدنی کا انتظام کرلیا تھا۔ میں نے گریجویٹ کے بعد اسکول میں پڑھانا شروع کردیا تھا اور ہم دونوں ماں بیٹی کی خاموش زندگی بڑے بھلے انداز میں گزر رہی تھی۔

پہلے ہارٹ اٹیک کے بعد امی نے خالہ جان کے دلاسے پر خود پر کافی قابو پالیا تھا اور خالہ جان کے لائے گئے رشتوں پر دھیان دیتی تھیں۔ مگر دوسرے ہارٹ اٹیک نے ان کو مایوس کردیا اور آخر کار امی جان مجھے خالہ جان کو سونپ کر ہمیشہ کے لیے چلی گئیں۔ خالہ جان نے مجھے دلاسا دیا، ہمارا گھر بیچ کر میرے نام سے پیسے جمع کروا کر وہ مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر راضی ہو چکی تھیں۔ اور میں خود بھی اب اس گھر میں اکیلے رہنے سے بہت افسردہ رہنے لگی تھی۔ خالہ جان نے امی جان کے بعد میرا خیال رکھا، زندگی کی طرف لائیں، مجھے خوشی دینے کے لیے اپنے بیٹے کو اس رشتے کے لیے واپس بلایا، ان کے احسانات میں چاہوں بھی تو کبھی نہیں اتار سکتی، پھر ان کے ساتھ دوستی، محبت اور جو انسیت تھی اس کو چھوڑ جانے کے خیال سے ہی دل بیٹھا جاتا تھا۔ خالہ جان کو اکیلے تنہا چھوڑ جانے کا خوف تو۔۔۔ تھوڑا تھوڑا خالہ جان پر غصہ بھی تھا کہ وہ بیٹے کے ساتھ جانے سے یکسر منع کر چکی تھیں اور کچھ اس طرح سختی سے کہہ چکی تھیں کہ ان کو منانے کے لیے کوئی دلیل ہی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ ان کو اکیلے رہنا منظور تھا۔ اپنی زمین کو چھوڑنا گوارا نہیں تھا۔

میں زیادہ حیران اس بات پر تھی کہ چلو پہلے تو ہمارا ساتھ تھا، اب شوہر صاحب اپنی بوڑھی ماں کو اکیلے اللہ تعالیٰ کے سہارے چھوڑ کر کیسے جانے پر رضامند ہیں، یہ تو اپنی ماں، اپنی زمین سے بے وفائی ہے، جس نے پال پوس کر بڑا کیا۔ جس نے برے وقت میں ساتھ دیا، جس نے جلتی پیشانی پر ہاتھ رکھا، اسے چھوڑ کر چل دیا جائے۔ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا، شوہر صاحب چند دنوں میں ہی واپس سدھار گئے۔ بے چینی تھی کہ سکون نہ لینے دیتی، میں ان کا فون سنتی گھبراتی کانپتی جاتی۔

www.urdupalace.com

"میرے مالک...! کہیں آج وہ یہ نہ کہہ دیں کہ کاغذات مکمل کر لیے ہیں۔ بھیج رہا ہوں' ویزے کے لیے اپلائی کردو۔"

مگر یہی بات ان سات سالوں میں شوہر صاحب نے کبھی نہیں کہی' کہا بھی تو کیا...؟ خالہ جان تو شدید غصہ تھیں' شوہر صاحب کو عاق تک کرنے کی دھمکی دے چکی تھیں مگر وہ بھی دھن کے پکے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کو برطانیہ کی قومیت حاصل کرنے کے لیے ایک برطانوی خاتون سے شادی کرنی ہوگی اور تین سال بعد جب ان کو شہریت مل جائے گی تو وہ برطانیہ کے شہری بن جانے پر خاتون سے آزادی حاصل کرلیں گے۔ خالہ جان کا میرا ساتھ دینے کے باوجود مجھے اپنے حواس سن محسوس ہو رہے تھے۔ اگر کسی کو ہر وقت کھو دینے کا خوف غالب رہے اور پھر اچانک کوئی اور ہی آپ سے کھو جائے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اب اس لمحے' اس ہمیشہ کے متوقع خوف زدہ لمحے میں کیا کیا جائے؟

مگر پھر چند ایک دنوں میں شوہر صاحب نے پوسٹ کے ذریعے اپنی برطانوی خاتون کے ساتھ کورٹ میں شادی کی تصویریں بھجوائیں تو جیسے مجھے سکتے سے کسی نے جگا دیا۔ میں نے چند لمحے تو تصاویر کو خاموشی سے دیکھا اور پھر قریب ہی بیٹھی دکھ سے کمزور ہوتی خالہ جان کے کندھے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اس کے سوا ہم دونوں کر بھی کیا سکتے تھے۔ چند دن کی ناراضی میں شوہر صاحب کے فون نہیں سنے' ان سے رابطہ نہ کیا' حال احوال نہ لیا اور پھر... جیسے مجھے عادت ہوگئی۔ میں اپنی تنہائی پر راضی ہوگئی اور مگن سی رہنے لگی' کچھ دنوں بعد ہی میں نے اسکول میں واپس نوکری کرلی۔

خالہ جان اور میں جیسے خود بہ خود ہی ایک دوسرے کو سمجھنے لگے تھے۔ ہمیں لفظوں کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ بات چیت کرتے بھی تو موضوع کیا اٹھاتے۔

سات سال! ان سات سالوں میں ہی جلن اور حسد سے بھرپور شروع کے وہ تین سال بھی شامل ہیں' جب اکثر رات گئے مجھے خیال آتا کہ اس وقت شوہر صاحب کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں' اکیلے ہوں گے۔ میں بستر پر لیٹے لیٹے جیسے اٹھ کر بیٹھ جاتی۔ جسم اکڑ جاتا' سانس بے قابو ہونے لگتی' کہتے ہیں کہ آزمائے ہوئے کو آزمانا بے کار ہے۔ جو ایک بار مایوس کردے وہ ہر بار مایوسی ہی دیتا ہے۔ مگر شاید ایک ہارا ہوا انسان جب امید باندھنے پر آتا ہے تو ہزار بار مایوس کردینے والے پر بھی اعتبار کرلیتا ہے۔

میں کہیں دل میں تین سال گزرنے کا انتظار کر رہی تھی۔ خود کو بہلا رہی تھی کہ تین سال بعد' وہ آئے گا تو اس سے جی بھر کر بدلہ لوں گی۔ باتیں سناؤں گی' خالہ جان کو بھی اکساؤں گی۔ تین سال گزرے اور پھر چوتھا سال بھی گزر گیا' میں اس قدر شرمندہ تھی کہ کس طرح اس کو فون کرکے پوچھوں کہ تم نے تو تین سال کہے تھے یہ تو چوتھا سال بھی گزر گیا ہے۔ خالہ جان مجھے پوچھنے پر اکساتے ہوئے' شرماتی تھیں ہم اس کی طرف سے ایسی کسی بات کے کرنے کے منتظر رہتے مگر وہ حسبِ معمول پیسے بھیجنے اور اپنی خیریت کا بتا کر فون بند کردیتا۔

اور پھر اچانک مجھے خیال آیا کہ یہ میں کیا چاہتی ہوں۔ اس نے کچھ حاصل کرنے کے لیے مجھے نامراد کیا اور اب مجھے حاصل کرنے کے لیے کسی اور کو نامراد کردے۔ مجھے یہ منظور نہیں ہوا' میں نے پہلی بار خالہ جان سے اس پر منہ در منہ بات کی اور دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا کہ اگر وہ اپنی زندگی سے خوش ہے اور اب اگر اسے اپنی دوسری بیوی پسند ہے۔ وہ اس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو میں اس کو مجبور نہیں کروں گی۔ اس نے آپ کے ساتھ' میرے ساتھ نہیں تو کسی کے ساتھ تو وفا کی۔ بس اس بات کو بھول جانا چاہیے کے وہ واپس آئے گا۔ مجھے اپنے پاس بلائے گا' خالہ جان کی حالت ایسی نہیں رہی تھی کہ وہ سوال جواب کرتیں' بلکہ وہ تو بالکل ہی خاموش ہوگئی تھیں' ایسے جیسے انہوں نے ہر

www.urdupalace.com

بات پر جامی بھر لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ وہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئیں۔ میں بھی وقت پورا کرنے لگی۔ ویسے بھی اب میں عمر کے اس حصے میں داخل ہو چکی تھی جہاں پر لوگوں کو معاف کر دینے کا جذبہ میری پوری شخصیت پر غالب آچکا تھا۔ ادھر ادھر کی باتوں میں لوگوں کی کہی ان کہی کو سمجھ لینے کا شعور مجھے صبر دلا دیا کرتا تھا۔

گھر میں داخل ہوئی تو بڑے دنوں بعد باورچی خانے میں خالہ جان کو مصروف پایا۔ انہوں نے بہت محبت سے مجھے تیار ہونے کی ہدایات دیں۔ میں دل ہی دل میں ایک بار پھر دہل گئی۔ وہ کیا بتانے.... کیا کہنے اور کیا کرنے سات سال کے بعد اچانک آرہا ہے؟

اس نے پھر وہی کیا۔ جہاز میں بیٹھنے کو تھا تو فون کر کے ہمیں حیران کر دیا' دوسرے دن آمد کا وقت بتا کر وہ عجلت میں فون بند کر چکا تھا۔ اس نے مجھے سوچنے' سمجھنے' سنبھلنے کا ایک بار پھر موقع نہیں دیا تھا' میں تیار ہو کر باہر آئی تو خالہ جان نے مسکراتے ہوئے بتایا کہ رات کے کھانے پر انہوں نے جبران کو بھی دعوت دے دی ہے۔ میرے تصور میں خوابیدہ آنکھیں ڈول گئیں۔ چند لمحوں کے لیے سب اچھا سا لگا' کوئی پردیسی سالوں بعد لوٹ رہا ہو تو دل میں کتنی خوش فہمیاں سی چٹک جاتی ہیں' مگر پھر میں فوراً ہی گھبرا گئی۔

"خالہ جان آج ہی کیوں... ذرا ان کو ایک دو دن گھر کے ماحول میں سیٹ ہونے دیتیں پھر بلا لیتیں جبران کو... ویسے بھی پتا نہیں وہ..."

میں کہتے کہتے رک گئی۔ خالہ جان میری احتیاط پسندی کی ہمیشہ سے قائل تھیں اور کبھی کبھی مجھے ٹوک بھی دیا کرتی تھیں۔

"ارے بابا... ایک تو تم ڈرتی بہت ہو۔ اتنی خوف زدہ رہتی ہو کہ بس... کچھ نہیں ہو گا پھر جبران تو ہمارے ہی گھر کا فرد ہے اب... ان شاء اللہ سب اچھا رہے گا۔"

دوپہر ڈھائی بجے اس کا جہاز اتر چکا ہو گا' اس نے ہمیں ایئر پورٹ آنے سے منع کر دیا تھا لہٰذا ڈھائی بجے کے بعد سے اس کے انتظار میں خالہ جان ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولے' چلچلاتی دھوپ سے بے پروا لان میں ٹہلنے لگی تھیں۔ میں اپنے کمرے میں بیٹھی پھر ایک بار اپنے اعصاب کو سن محسوس کر رہی تھی۔ اس کی بات بے بات پر قہقہہ لگانے کی عادت برقرار تھی۔ کچھ لوگ سب کچھ کر دینے' لوگوں کو آزما لینے کے بعد بھی ہنسنا بولنا' انجوائے کرنا' قہقہہ لگانا نہیں بھولتے' خالہ جان جب اس سے مل کر جی بھر کر رو لیں تو مجھے بلایا گیا۔

ڈرائنگ روم میں ہر جگہ اس کے سوٹ کیس بکھرے ہوئے تھے جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کئی دنوں کے لیے آیا ہے۔ دل میں ایک اطمینان سا ہوا' ہم بے تکلف ہی کب تھے جو اب خود کو اجنبی محسوس کر کے عجیب لگتا' میں اس سے ذرا الگ ہو کر بیٹھی تھی اور وہ کئی بار خالہ جان سے نظر بچا کر مجھے پاس بیٹھنے کا اشارہ کر چکا تھا۔

"کیا تم شادی کے وقت بھی اتنی ہی پتلی تھیں یا میری جدائی نے تمہیں اس قدر اسمارٹ کر دیا ہے؟"

اس نے خالہ جان کے کمرے سے جاتے ہی مجھ پر بھرپور نظر ڈال کر لگاوٹ سے پوچھا۔ اور ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور میرے قریب آنے کو تھا کہ میں گھبرا کر صوفے پر اس کے لیے جگہ بنا کر دوسری طرف کھسک گئی۔ وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹکا اور پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

دوپہر تو گزر چکی تھی۔ اس نے کھانے سے انکار کر کے بس ایک کپ چائے کے ساتھ کچھ بسکٹ لینے کی خواہش کی۔ جو میں نے فوراً پوری کر دی۔ اس کے بعد سوٹ کیس کھولے گئے' وہ کافی سارا سامان خالہ جان اور میرے لیے لایا تھا' ایک ایک چیز اس نے کہاں سے خریدی' کس طرح خریدی اور کن سوچوں میں گم ہو کر خریدی' ایک ایک بات بتاتا رہا' خالہ جان اور میں اس کو مبہوت سنتے چلے جا رہے تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد مجھے ایسا لگنے لگا جیسے میں نیلام گھر جیسا کوئی پروگرام اپنے سامنے لائیو دیکھ رہی ہوں' بلکہ آج اس پروگرام کا حصہ بن گئی ہوں۔

www.urdupalace.com

بہرحال کسی نہ کسی طرح شام کی' وہ فریش ہونے کمرے میں چلا گیا اور خالہ جان کے کئی بار کہنے پر بھی میں اس کے پیچھے کمرے میں نہ جا سکی۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد ہی نہا دھو کر کپڑے بدل کر پھر ڈرائنگ روم میں آ بیٹھا اور مجھے بغور دیکھنے لگا۔ جیسے میرے ارادے بھانپ رہا ہو۔ مجھے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اتنے میں جبران بھی آ گیا' اس کے آنے سے ماحول میں خوش گوار سی تبدیلی آ گئی۔ مجھے ہنسی آ گئی کہ جبران خوب چمک دمک کے ساتھ آیا تھا۔ عید کے علاوہ میں نے کبھی اس کو اس طرح طریقے کے لباس میں نہیں دیکھا تھا' نہا دھو کر باقاعدہ اچھے سے بال بنا کر بہترین سا پرفیوم خود پر انڈیل کر آیا تھا' لہٰذا شوہر صاحب کو پہلی ہی نظر میں بھا گیا تھا یا پھر وہ بھی میری حد درجہ سرد مہری سے بچنے کے لیے جبران کی پناہ تلاش کر رہے تھے۔ اور مجھے دل ہی دل میں جبران پر رشک ہونے لگا۔ کچھ لوگوں کی شمولیت زندگی میں بس اسی وقت ہوتی ہے جب کسی کی تلاش ہوتی ہے۔ یہاں آپ سہارے کے متلاشی ہوئے' دل کی بات کہنے کے لیے کسی سماعت کی تلاش ہوئی' یا پھر بس دکھ میں خاموشی سے پاس بیٹھنے والے کو نظروں نے ڈھونڈنا ہی شروع کیا کہ ایسے لوگ' اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ آموجود ہوئے۔

مجھے فخر ہونے لگا کہ جبران میرا دوست ہے اور کیسی اپنائیت سے اس وقت شوہر صاحب کو وقت دے رہا ہے۔ جبران نے مجھے کئی بار سہارا دیا تھا۔ بلکہ اب تو اکثر مجھے یاد بھی نہیں رہتا تھا کہ وہ کب ۔۔۔ میرا موڈ بحال کر چکا ہے اور میں خوش خوش اپنے معمول پر لوٹ چکی ہوں' اسکول میں پہلے دو چار دنوں میں اس کی شخصیت میں مجھے کوئی جاذبیت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ مگر پھر بچوں کے ایک پکنک ٹور پر ہم دونوں کو بچوں کو بس پر سوار کرانے اور بہ حفاظت واپس لانے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ میں اس وقت بالکل ہی نئی تھی لہٰذا تمام ہی ذمہ داری جیسے جبران پر آ گئی تھی اور پھر میں نے دیکھا کہ بظاہر کاہلی سے' سست قدموں سے چلنے والا جبران وقت پڑنے پر کس چابک دستی سے بچوں کو سنبھال لیتا' ساتھ میں ان کو خوش بھی رکھ رہا تھا اور ہمیں محسوس بھی نہ ہونے دیا کہ وہ سختی سے پیش آیا ہے۔ بچے بھی اس سے بڑے مانوس تھے اس کے اشارے پر چلتے چلے جاتے' پھر جب بچے پکنک پوائنٹ پر پہنچ کر دوسری ٹیچرز کے حوالے ہو گئے تو ہم دونوں ایک درخت کے نیچے چھاؤں میں جا بیٹھے۔

اس نے چند ایک جملوں میں اپنے بارے میں بتا دیا اور مجھ سے میرے بارے میں اگلوا لیا۔ مگر اس وقت تک بھی بے تکلفی اس حد تک نہیں پہنچی تھی کہ میں شوہر صاحب کے بارے میں حقائق کھول کر بتا دیتی۔

ہوا یوں تھا کہ شاید وہ ہمارے ہی کسی دور دراز کے رشتہ دار کی شادی تھی جس میں اچانک جبران سے ملاقات ہو گئی تھی۔ اس کو خالہ جان سے ملوایا اور ہم ایک ہی میز پر کافی دیر تک براجمان رہے مگر پھر یوں ہوا کہ اس پر شوہر صاحب کی ممانی جان کی نظر پڑ گئی۔ میں نے کھانا لیتے اور میز پر واپس جاتے دیکھ لیا تھا کہ ممانی جان' جبران کے ساتھ بیٹھی ہیں۔ جبران کے چہرے کے تاثرات سنجیدہ تھے اور اس کے کان ممانی جان کی باتوں پر لگے ہوئے تھے۔ وہ بہت انہماک سے ان کو سن رہا تھا اور میں جانتی تھی کہ ممانی جان اس وقت صرف مجھے موضوع بنائے بیٹھی ہوئی ہیں' میں نے راستے سے ہی اپنا رخ دوسری طرف کر لیا تھا۔

خالہ جان بھی اپنی کسی رشتہ دار کے ساتھ باتوں میں مشغول تھیں۔ میں قدرے کونے کی ایک خالی میز دیکھ کر تھکی ہوئی سی وہیں جا بیٹھی' بھوک مر چکی تھی اور دل اداس' یعنی اب باتیں اسکول تک پہنچیں گی۔ چہ مگوئیاں' رسوائیاں اور میری بزدلی' سب گڈمڈ ہو کر میرے دماغ کو پلپلا رہا تھا میں ایک ہاتھ سے سر کو پکڑے بیٹھی تھی۔ لگ رہا تھا کہ بس میں ابھی رو پڑوں گی اور دعا مانگ رہی تھی کہ کسی طرح خالہ جان آ جائیں تو میں جلد از جلد یہاں سے نکلنے کی کروں۔

"مانا کہ آپ دبلی رہنا چاہتی ہیں' مگر کھانا لے کر اس سے اتنی بے اعتنائی تو کھانا دینے والے کو بھی پسند نہیں آتی۔" وہ میرے سامنے بیٹھتے ہوئے پلیٹ اپنی طرف

www.urdupalace.com

کھسکاتے ہوئے چکا۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتی' وہ پھر چکا۔

"آں ہاں۔ آپ کی ممانی جان نے کافی دماغ خالی کردیا ہے' اس لیے جب تک میں پیٹ پوجا نہ کرلوں' آپ پلیز اسی طرح اداس دیوی بنی میرے سامنے بیٹھی رہیں۔"

میں بے بسی سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی ۔۔۔ نہ کچھ سمجھ پا رہی تھی' نہ ہی اس سے بات کر رہی تھی۔

"ایک عورت چاہے تو دوسری کے لیے بہت کچھ کر سکتی ہے۔۔۔ مخلص ہو جائے تو دوسری کو کامیابی کی بلندی پر پہنچا سکتی ہے اور اگر یہی عورت دشمنی پر اتر آئے تو اپنے دشمن کے پاس خودکشی کر کے مرجانے کے سوا کوئی راہ ہی نہیں چھوڑتی۔"

جبران نے کھانا کھا لینے کے بعد کہا تو میں چونک گئی۔۔۔ وہ میرے چونکنے پر مسکرانے لگا۔

"آپ ایک باہمت خاتون ہیں اور یقیناً" خودکشی جیسا بے وقوفانہ قدم آپ ہرگز نہیں اٹھائیں گی۔۔۔ اور فکر نہ کریں آپ کی ممانی جان نے آپ کے شوہر کے بارے میں جو کچھ بھی بتایا ہے وہ میری حد تک رہے گا۔ دیکھنے میں آپ ایک بہت ہی مکمل زندگی گزارنے والی شخصیت لگتی ہیں۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آپ کے بارے میں ایسا کچھ کبھی سنوں گا۔۔۔ مگر شاید۔۔۔ مجھے معاف کیجیے گا مجھے سنے بغیر چین بھی نہیں آنا تھا۔۔۔ اور سنائے بغیر ممانی جان کا پیٹ بھی ہلکا نہیں ہونا تھا۔" اس نے کچھ اس شرارت سے بات مکمل کی کہ میں بے اختیار مسکرا گئی۔

کیسی عجیب بات ہے کہ راز بہت قریب کر دیتے ہیں۔۔۔ خود بخود جیسے بہت گہرا سا تعلق بن جاتا ہے۔ اگر سامنے والا بے اختیاری میں کسی کمزور لمحے میں فاش ہوتے آپ کے راز سنبھال لے اور ان کی حفاظت بھی کرے تو جیسے دل خود بخود اس کے لیے نرم پڑ جاتا ہے۔ اس پر نظر پڑنے پر ایک طمانیت سی' زندگی سی دوڑ جاتی ہے دل میں۔

اور پھر چند ایک دنوں میں ہی اسٹاف روم میں ہم دونوں اکثر ساتھ بیٹھنے لگے تھے۔ خالہ جان بھی شادی میں ممانی جان کو جبران کے ساتھ بیٹھا دیکھ چکی تھیں اور جب میں نے ان کو بتایا کہ جبران نے ہر بات اپنے تک رکھی ہوئی ہے اور اسکول میں کسی کچھ خبر نہیں لگنے دی ہے تو انہوں نے اسے گھر پر بلایا' عزت دی۔ اس کے بعد سے میں زندگی میں پہلی بار اپنے بارے میں بات کرنے لگی تھی۔ کسی سے سب کچھ کہہ دینا بھی کبھی کبھی ضروری ہو جاتا ہے۔۔۔ جبران نے مجھے سن کر ہمت بڑھا کر' ایک اچھے دوست ہونے کا ثبوت دے دیا تھا۔

اس کے گھر والے بھی ہمارے گھر آنے جانے لگے تھے اور مجھے خوشی تھی کہ جبران جیسا انسان میرے احباب میں شامل تھا۔

میں اپنی سوچوں سے پلٹ آئی تھی کہ خالہ جان نے بھی جبران کی تعریف شروع کر دی تھی کہ کس طرح دو چار بار خالہ جان کے بیمار ہونے اور اسپتال میں ایڈمٹ ہونے پر جبران جن کی طرح حاضر ہوتا رہا ہے۔ اور اکثر رات میں خالہ جان کے ساتھ میرے اکیلے اسپتال میں ہونے پر رات بھر ایمرجنسی کے باہر بیٹھا بھی رہا ہے۔ میں اٹھ کر کچن میں آکر کھانا لگانے کی تیاری کرنے لگی کہ شوہر صاحب بھی پانی لینے کے بہانے آ پہنچے۔

"اچھا تو جبران صاحب آپ کے ساتھ رات بھر بھی رہے ہیں؟" شوہر صاحب نے دو چار گھونٹ پانی پی کر مجھ سے طنز سے بھرپور لہجے میں پوچھا تو میں گڑبڑا گئی۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ وہ تو ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔" میں نے منمناتے ہوئے بات شروع کی ہی تھی کہ شوہر صاحب گلاس پٹختے ہوئے چیخے۔

"کیا مطلب ہے تمہارا' وہ تو۔۔۔ ایسا نہیں ہے' یعنی تم مجھ پر ڈائرکٹ طنز کرنے لگیں کہ وہ تو ایسا نہیں ہے یعنی میں ایسا ہوں' کیوں۔۔۔ میں نے تمہارے لیے کیا کیا نہ کیا' اتنے سال قید کاٹی اور تم کہہ رہی ہو کہ میں ایسا ہوں؟"

میں نہ صرف دنگ رہ گئی بلکہ ڈر کر ایک طرف دبک

www.urdupalace.com

گئی۔ میں نے ایک بار پھر اپنی سی کوشش کی۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے آپ کا تو نام تک نہیں لیا میں تو جبران کے بارے میں بتا رہی ہوں۔"

شوہر صاحب دانت پیستے گویا ہوئے۔ "ہاں ہاں اور کیا تم تو بہت معصوم ہو ناں... کیوں تم نے کہا نہیں کہ وہ تو ایسا نہیں اس کا مطلب وہ تو نہیں مگر میں ایسا ہی ہوں۔ ہے یہ مطلب کہ نہیں؟ تمہیں مجھ سے شکایت ہی ہے تو اکیلے میں کرتیں' یہ میرے سر پر اپنے یار کو بٹھا کر کیا احسان جتا رہی ہو...؟"

بس حد ہو چکی تھی میں مدد کے لیے پکارنے ہی والی تھی کہ خالہ جان... جانے کب خود ہی آ چکی تھیں اور اب شوہر صاحب کو سخت نظروں سے گھور رہی تھیں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کہاں چھپ جاؤں' دل چاہ رہا تھا کہ کوئی ہو جو مجھے اپنے پیچھے چھپا لے اور میں شوہر صاحب کی نفرت بھری نظروں سے بچ سکوں۔ شوہر صاحب نے خالہ جان سے کہا۔

"دیکھا آپ نے اپنی لاڈلی کو' مجھ پر کیسے الزام لگا رہی ہے۔ اپنے شوہر پر...؟"

میں دیکھ رہی تھی کہ جب سے شوہر صاحب آئے تھے خالہ جان کچھ کاغذات کا بنڈل بنا کر مسلسل اپنے ہاتھوں میں رکھے ہوئے تھیں اور اب وہی کاغذات کھول کر وہ شوہر صاحب کو پکڑا چکی تھیں۔

"میں چاہ تو یہی رہی تھی کہ تم کو ایک اور موقعہ دے دوں۔ تم لوٹے ہو تو اپنی بیوی کو منانے میں کامیاب ہو جاؤ۔ مگر نہیں تم جیسے بدتمیز اور بد دماغ انسان کو تمہارے بقول 'میری لاڈلی' جیسی لڑکیاں زیب نہیں دیتیں' تم ان کاغذات پر سائن کرو' اپنا سامان اٹھاؤ اور جبران نے تمہارے لیے جو ہوٹل میں کمرہ بک کروایا ہے' وہاں دفع ہو جاؤ' اس کے بعد تمہاری مرضی ہے کہ تم آج ہی واپس اپنے ملک چلے جاؤ' بہرحال دوبارہ یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

خالہ جان نے پھر اپنے ازلی دو ٹوک انداز میں بات ہی ختم کر ڈالی تھی۔ شوہر صاحب کاغذات پڑھ کر بلبلا اٹھے۔

"یہ کیا امی...؟ میں نے اس وقت اسے نہیں چھوڑا تو اب کیوں چھوڑوں گا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔"

خالہ جان نے غصے سے تقریباً" چیختے ہوئے جواب دیا۔ "ارے تو کیا اسے چھوڑتا' اس نے تجھے نہیں چھوڑا' مگر اب یہ خلع لے رہی ہے بس... چلو' جلدی کرو۔ گواہوں میں جبران اور اس کے گھر والے شامل ہوں گے جو آتے ہی ہوں گے۔" جبران چپکے سے کچن میں داخل ہو کر تمام کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے قلم نکال کر شوہر صاحب کے ہاتھ میں پکڑا دیا تھا۔ شوہر صاحب نے غصے سے دستخط کرنے شروع کر دیے۔ میں ایک لمحے کے لیے جیسے جاگی' میں نے اپنی ہی جگہ پر کھڑے کھڑے خالہ جان سے التجا کی۔

"خالہ جان! پلیز ان کو روکیں' پلیز خالہ جان۔" شوہر صاحب کے ہاتھ بدستور چل رہے تھے۔ وہ کھٹا کھٹ دستخط کرتے چلے جا رہے تھے۔ خالہ جان نے ایک لمحے کو ان کو دیکھا پھر جبران پر نظر ڈالی اور جواب دیا۔

"بے وقوف لڑکی! کیا ابھی تک تم نہیں سمجھیں' اس کا اصل مقصد تمہیں چھوڑنا ہی ہے۔ یہ آج نہیں تو کل کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر تم کو فارغ کر دے گا۔ بس ابھی تو تمہاری عمر گزرنے کا انتظار کر رہا ہے۔ اس لیے تم جو بھی کہو میں تم کو اپنی زندگی برباد کرنے نہیں دوں گی۔"

اتنے میں جبران کے والد' والدہ اور چھوٹا بھائی بھی آ پہنچے اور چھوٹے سے باورچی خانے میں بھرے ہوئے لوگوں کے درمیان مجھے چھپنے کے لیے کوئی کونا' کوئی جگہ نہیں مل رہی تھی۔ خالہ جان نے میرا احساس کر کے آگے بڑھ کر مجھے اپنے گلے سے لگا لیا تھا۔ وہ رقت آمیز لہجے میں گویا ہوئیں۔

"کوئی بات نہیں میری بچی' آج کے بعد تمہیں اس طرح چھپنے اور شرمندہ ہونے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ جبران اس اجنبی غیر ملکی کو ہوٹل پہنچا کر جلدی سے آجانا بیٹا! ہم سب کھانے پر تمہارا انتظار کریں گے۔"

☆

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com